المحیط البرہانی

فی

الفقہ النعمانی

عبد القدوس ہاشمی

ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد کے کتب خانہ میں ہر سال سینکڑوں نادر و بیش بہا کتابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور چونکہ یہ کتب خانہ تحقیقاتی کام کرنے والوں ہی کے لئے مہیا کیا گیا ہے اس لئے زیادہ توجہ اسلامی کتب اور خصوصاً اہم مراجع و مصادر کی طرف مبذول رہتی ہے، الحمد للہ کہ نو سال کی مساعی سے اب اس کتب خانہ میں قیمتی، نادر اور کمیاب کتابوں کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ مہیا ہو گیا ہے۔

کتب خانہ میں کتابیں چار طرح کی ہیں (۱) مطبوعات (۲) مخطوطات (۳) عکسیات (۴) مصورات (میکرو فلم)۔ اور ان میں سے ہر قسم میں بہت سی نادر اور کم یاب کتابیں ہیں، مخطوطات میں بہت سی کتابیں ایسی بھی موجود ہیں جن کا کوئی دوسرا نسخہ دنیا میں کسی اور جگہ موجود نہیں ہے، اسی طرح مصورات میں بعض ایسی کتابوں کے فلم بھی ہیں جن کا واحد نسخہ یورپ یا ایشیا میں صرف اس جگہ موجود ہے جہاں سے اس کی فلم حاصل کی گئی ہے۔

پچھلے دنوں فقہ حنفی کی مبسوط اور جامع و نادر کتاب المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی کا اضافہ کتب خانہ کے شعبۂ مصورات میں ہوا۔ اور اب یہ نادر کتاب کتب خانہ کے شعبۂ مصورات میں فلم ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴ اور ۲۴۵ کی شکل میں موجود ہے۔

اس کتاب کی وسعت و ضخامت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ۱۶ × ۱۰ انچ کی بڑی تقطیع پر باریک حروف میں فی صفحہ ۳۵ سطروں میں لکھا ہوا یہ نسخہ چار جلدوں میں ہے، اور مجموعی طور پر اس کی ضخامت ۲۹۴۲ صفحات ہے۔ اور اس کی ندرت و کم یابی کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ساری دنیا میں اس کے صرف دو یا تین مکمل قلمی نسخے پائے جاتے ہیں۔ اس کا وہ قلمی نسخہ جس سے یہ فلم تیار کیا گیا ہے حضرت

مولانا پیر محمد اعظم صاحب خانقاہ گڑھی افغاناں ضلع راولپنڈی کے پاس ہے، اور ان کی عنایت و اجازت سے اس کا فلم حاصل کیا گیا ہے۔

اس وقت کتاب المحیط البرہانی اور اس کے عظیم المرتبت مصنف برہان الشریعۃ البخاری کا مختصر تذکرہ مقصود ہے، کتاب کی اہمیت اور اس کے قلمی نسخوں کا حال لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مختصر حال لکھا جائے۔

مصنف | الامام الفقیہ برہان الشریعۃ برہان الدین ابوالمعالی محمود بن احمد بن عبدالعزیز ابن مازۃ الحنفی المرغینانی البخاری المتولد ۵۵۱ ہجری والمتوفی ۶۱۶ ہجری۔

نسلاً یہ ترک تاتاری تھے اور عمر مازۃ الاول کے اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو امرائے آل برہان کے نام سے ۵۰۴ ہجری سے ۶۰۴ ہجری تک بخارا اور بلاد ماوراء النہر کے بہت بڑے علاقہ پر فرماں روا رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو دولتِ دنیا سے بھی نوازا تھا اور دولتِ دین سے بھی، اسے جہاں حکومت و فرماں روائی کی شوکت و حشمت حاصل تھی وہاں اس کے بہت سے افراد کو علم، تقویٰ اور ذکر و فکر کی نعمت بھی عطا ہوئی تھی، ایسے بہت کم خاندان ہوں گے جن کے افراد کے احوال دیکھ کر کوئی بے ساختہ یہ کہہ اُٹھے کہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است، بُرہان الشریعۃ محمود البخاری کا گھرانہ ایسا ہی گھرانہ تھا، ان کے چند قریبی رشتہ داروں کے نام سنیئے، یہ سب اپنے اپنے وقت میں علم و فقہ اور زہد و تقویٰ میں ضرب المثل تھے،

تاج الدین الصدر السعید احمد بن عبدالعزیز ابن مازۃ (برہان الشریعۃ کے والد بزرگوار) عدالتِ عالیہ کے قاضی، اپنے زمانہ کے عظیم المرتبت فقیہ و قانون دان اور نہایت پرہیزگار تھے، نامی گرامی استاذِ وقت شمس الائمۃ ابوحنیفہ الاصغر بکر بن محمد الزرنجری المتوفی ۵۱۲ھ کے شاگرد رشید، اور فقہ حنفی کی مشہور و مستند کتاب ہدایہ کے مصنف امام علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی المتوفی ۵۹۲ھ کے استاذ تھے۔ یہ اپنے وقت کے اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے اور وفات کے بعد صدیوں ان کی قبر زیارت گاہِ اہل علم و نظر تھی، اب نہ جانیں کیا حال ہے۔

حسام الدین الصدر الشہید ابومحمد عمر بن عبدالعزیز ابن مازہ الشہید ۵۳۶ھ (برہان الشریعۃ کے حقیقی چچا) صاحب الفتاویٰ الصغریٰ والکبریٰ والمنتقیٰ فی الفقہ جنھیں کفار نے بمقام سمرقند شہید کر دیا تھا، اس علاقہ کے مقبول عالم اور زبردست مجاہد تھے، ان کے علم و عمل کی بڑی شہرت تھی اور وہ اپنے دور کے رئیس الفقہاء

اور استاذ الاساتذہ تھے، ہدایہ کے مصنف شیخ الاسلام علی المرغینانی نے ان ہی سے فقہ کا علم حاصل کیا تھا۔

عبدالعزیز بن عمر بن مازہ، برہان الائمۃ، امام سرخسی کے نامور شاگرد (برہان الشریعۃ کے جدامجد) جنہیں ۴۹۵ ہجری میں سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی نے الصدر الکبیر کا خطاب دے کر بخارا کا قاضی القضاۃ مقرر کیا تھا، اپنے علم وفضل اور زہد واتقاء کی وجہ سے محترم ومکرم تھے، اور اس عہد میں علاقہ ماوراء النہر کے استاذ الفقہاء شمار ہوتے تھے۔

اسی طرح برہان الشریعۃ کے نانا اور ماموں بھی بڑے بڑے مشاہیر فقہاء اور صاحبانِ علم وفضل تھے جن کی درس گاہوں سے مصنف خزانۃ الواقعات وخلاصۃ الفقہ افتخار الدین طاہر البخاری جیسے علماء وفقہا نے استفادۂ علم وعرفان کیا تھا۔

برہان الشریعۃ محمود صاحب المحیط البرہانی اس خانوادۂ فضل وکمال میں بمقام مرغینان ضلع فرغانہ، ماوراء النہر، ۵۵۱ ہجری (۱۱۵۶ شمسی) میں پیدا ہوئے تعلیم وتربیت اپنے والد بزرگوار تاج الدین الصدر السعید سے حاصل کی، اور ان کے علاوہ دیگر علمائے وقت سے بھی تعلیم پائی، اس زمانہ میں مرغینان، فرغانہ، سمرقند اور بخارا مرکز علوم وفنون تھے۔ اور خود ان کے دادا عبدالعزیز برہان الائمہ کا قائم کردہ مدرسہ بہترین اساتذہ اور ماہر فن علماء سے بھرا ہوا تھا۔ ظہیر الدین المرغینانی، فخر الدین قاضی خان اور فقہ حنفی کی مقبول ومشہور کتاب ہدایہ کے مصنف علی بن ابی بکر الفرغانی اور رکن الدین الحمیدی جیسے اعیان فقہاء ہزاروں ہی کی تعداد میں اس مدرسہ سے مستفیض ہوئے ہیں۔

صاحب المحیط البرہانی نے مرغینان وفرغانہ کے مراکز علوم سے استفادہ کے علاوہ بخارا، سمرقند، اور دیگر ممالک کا سفر کر کے اُس عہد کے عظیم المرتبت اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ یہاں تک کہ یہ اپنے وقت کے ذہین ترین قانون دان، بے مثال اصولی ومعقولی ہونے کے علاوہ ماہر فقیہ شمار کئے جانے لگے۔ اُنھوں نے مفتی اور منصف کی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ ذاتی سیرت وکردار کے اعتبار سے یہ ایک متواضع، متورع اور عابد وزاہد تھے۔ جن لوگوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے، اِن کے علم کی وسعت اور عمل کی استواری کے ساتھ ساتھ اِن کی سنجیدگی اور فہم وذکاء کا ذکر بھی کیا ہے۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے اپنی کتاب الفوائد البہیہ میں ان کے متعلق لکھا ہے:

کان من کبار الائمۃ واعیان فقہاء الامۃ اماما ورعاً مجتہداً متواضعاً عالما کاملا بحراً زاخراً

وحبراً فاخراً۔

فقیر محمد جیلمی نے حدائق الحنفیہ میں ان کا ذکر اس طرح کیا ہے:

"محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین عبدالعزیز بن عمر بن مازہ صاحب محیط برہانی، برہان الدین لقب تھا، ائمہ کبار اور فقہائے نامدار میں سے ہیں۔ امام مجتہد ورع، متواضع، عالم کامل اور بحر زاخر تھے"

مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے التعلیق السنیہ میں لکھا ہے کہ:

عدہ ابن کمال باشا من المجتہدین فی المسائل۔

اور حق یہ ہے کہ محیط برہانی کے مطالعہ سے علامہ احمد بن سلیمان المعروف بہ ابن کمال پاشا الرومی المتوفی ۹۴۰ھ کا یہ قول بالکل صحیح ثابت ہوتا ہے۔ محیط برہانی کے مصنف اپنی باریک بینی اور نکتہ آفرینی میں مجتہد ہی نظر آتے ہیں۔

امام برہان الشریعۃ محمود صاحب محیط برہانی کا انتقال بمقام بخارا ۶۱۶ھ مطابق ۱۲۱۹ عیسوی میں ہوا۔ اور اسی سال حلب (شام) میں دوسرے حنفی فقیہ علامہ افتخار الدین عبدالمطلب بن الفضل الہاشمی العباسی کا بھی انتقال ہو گیا۔ یہ بزرگ بھی اپنے دیار میں رئیس الفقہاء کا مقام رکھتے تھے اور بہترین قانون دان شمار ہوتے تھے۔

صاحب محیط برہانی نے اپنی وفات کے بعد سینکڑوں ایسے تلامذہ چھوڑے جو علم و فضل کے حامل تھے اور زمانہ مابعد میں آفتاب و ماہتاب ہو کر چمکے۔ ان ہی میں ان کے فرزند صدر الاسلام طاہر بن محمود المرغینانی بھی تھے، انھوں نے اپنے والد بزرگوار سے تعلیم کی تکمیل کرنے کے علاوہ اُس وقت کے بہت سے علماء سے بھی استفادہ کیا تھا جن میں مشہور کتاب فتاوی قاضی خان کے نامور مصنف قاضی خان حسن بن منصور الاوزجندی المتوفی ۵۹۲ھ بھی شامل ہیں۔ صدر الاسلام طاہر کا مجموعۂ فتاویٰ اور اُن کی کتاب الفوائد الفقہیہ ایک زمانہ تک متداول و معتبر کتابوں میں شمار ہوتی تھی۔

برہان الشریعۃ نے درس و افتاء کے علاوہ حسب ذیل تصانیف بھی اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کتابوں کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف ہوں کیونکہ کوئی تذکرہ نگار اُن کی تمام تصانیف کی فہرست نہیں دیتا، دو چار کتابوں کے نام لکھنے کے بعد وغیر ذلک لکھ کر ختم کر دیتا ہے۔ بہر حال مختلف

تذکرہ نگاروں کے بیان سے اُن کی تصانیف کی جو فہرست بن سکی، درجِ ذیل ہے:

۱ - المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی۔

۲ - ذخیرۃ الفتاوی (الذخیرۃ البرہانیۃ)۔

۳ - تتمۃ الفتاوی۔

۴ - شرح الزیادات للامام محمد بن حسن الشیبانی المتوفی ۱۸۹ھ۔

۵ - شرح الجامع الصغیر 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۔

۶ - شرح ادب القضاۃ لابی بکر احمد بن عمرو الخصاف المتوفی ۲۶۱ھ۔

۷ - الطریقۃ البرہانیۃ۔

۸ - الفتاوی البرہانیۃ۔

۹ - الواقعات فی الفقہ۔

۱۰ - الوجیز فی الفقہ۔

۱۱ - التجرید فی الفروع۔

مراجع | مندرجہ بالا مختصر احوال مصنف کے لئے ملاحظہ ہو:-

۱ - الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیہ لابی الحسنات محمد عبدالحی اللکنوی، طبع القاہرہ ۱۳۲۴ھ ص ۲۴ و ص ۹۸ و ص ۱۴۹ و ص ۱۸۹ و ص ۲۰۵۔

۲ - ہدیۃ العارفین لاسماعیل باشا البغدادی، طبع استنبول ۱۳۷۱ھ ج ۲ ص ۴۰۴۔

۳ - الاعلام لخیر الدین الزرکلی، طبع القاہرہ ۱۳۷۱ھ ج ۸ ص ۲۶۔

۴ - تذکرۃ النوادر للسید ہاشم الندوی، طبع حیدر آباد الدکن ۱۳۵۰ھ ص ۶۰۔

۵ - حدائق الحنفیہ مصنفہ فقیر محمد جہلمی طبع لکھنؤ ۱۳۲۴ھ ص ۲۴۱۔

۶ - تاریخ ادبیاتِ عرب مصنفہ بروکلمان طبع لیڈن ۱۹۳۷ شمسی و ۱۹۴۸ شمسی ضمیمہ ۱ ص ۶۴۲ و ضمیمہ ۲ ص ۹۵۲۔

۷ - الاسرۃ الحاکمۃ مترجمہ ذکی محمد حسن بک طبع القاہرہ ص ۳۱۹ و ص ۴۰۶۔

۸ - کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون لمصطفی حاجی خلیفہ جلبی طبع استنبول ۱۳۶۲ھ، اسماء الکتب بہ ترتیب حروف تہجی۔

۹ - ایضاح المکنون لاسماعیل پاشا البغدادی طبع استنبول ۱۳۶۴ھ 〃 〃 〃

۱۰۔ تاریخ حلب الشہباء لراغب الطباخ۔ طبع حلب ۱۳۴۳ھ صہ ۱۴۱-۳۔

۱۱۔ الجواہر المضیئۃ لعبد القادر القرشی، طبع حیدر آباد الدکن ۱۳۳۲ھ صہ ۴۷، ومہ ۳۹۱۔

محیط برہانی | مصنف کی جس تصنیف کا تعارف مقصود ہے وہ اُن کی کتاب المحیط البرہانی ہے۔ اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں لکھا ہے:۔

المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی للشیخ الامام العلامۃ برہان الدین محمود بن تاج الدین احمد بن الصدر الکبیر برہان الائمۃ عبد العزیز ابن مازۃ البخاری الحنفی المتوفی سنہ ۶۱۶ھ وھو ابن اخی الصدر الشہید حسام الدین فی مجلدات، ثم اختصرہ وسماہ الذخیرۃ۔ و کثیرا مایغالط الطلبۃ فیظنون ان صاحب المحیط البرہانی الکبیر ایضاً رضی الدین محمد بن محمد السرخسی ولیس کذلک،

اولہ:۔ الحمد للہ خالق الاشباح بقدرتہ وفالق الاصباح برحمتہ۔ الخ

قال ابن الحنائی تتبعت ترجمتہ فی کتب الطبقات فلم اظفر واصحابنا یفرقون بین المحیطین فیقولون للکبیر المحیط البرہانی وللصغیر المحیط السرخسی۔

حاجی خلیفہ نے مصنف کی دوسری کتاب الذخیرۃ البرہانیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

اختصرھا من کتابہ المشہود بالمحیط البرہانی وکلاھما مقبول عند العلماء۔

مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیہ (صہ ۲۰۶) میں المحیط البرہانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

... ابن امیر الحاج الحلبی فی حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی فی شرح الدیباجۃ و فی بحث الاغتسال انہ لم یقف علی المحیط البرہانی ونقل صاحب البحر الرائق عنہ انہ مفقود فی دیارنا ثم حکم بانہ لا یجوز الافتاء منہ واستند لما ذکرہ ابن الھمام انہ لایحل النقل من الکتب الغریبۃ کما مرمنا نقلہ فی ترجمۃ رضی الدین محمد بن محمد السرخسی و ظن بعضھم ان حکمہ لعدم جواز الافتاء منہ لکونہ جامعاً للرطب والیابس وبناء علیہ ذکرتہ فی رسالتی النفع الکبیر فی عداد الکتب الغیر المعتبرۃ ثم لما منحنی اللہ مطالعتہ رأیتہ کتابا نفیسا مشتملاً علی مسائل معتمدۃ متجنبا عن المسائل الغریبۃ الغیر المعتبرۃ الا فی مواضع قلیلۃ

ومثله واقع فی کتب کثیرة فوضح لی ان حکمه لعدم جواز الافتاء منه لیس الا لکونه من الکتب الغریبة المفقودة الغیر المتداولة لا لامر فی نفسه ولا لامر فی مصنفه۔

بہت سی کتابیں ہیں جن کے نام المحیط ہیں اور بہت سے فنون میں المحیط نام کی کتابیں ملتی ہیں، مثلاً المحیط فی اللغۃ لاسماعیل بن عباد الصاحب الوزیر المتوفی ۳۸۵ھ، المحیط فی اللغۃ لعبد الملک بن علی المؤذن الہروی المتوفی ۴۸۹ھ، المحیط فی اللغۃ لاحمد بن سلیمان المعروف بابن کمال پاشا المتوفی ۹۴۰ھ، اسی طرح علم کلام اور دوسرے فنون میں بھی المحیط کے نام کی متعدد کتابیں موجود ہیں۔ علم فقہ میں بھی متعدد محیطات ہیں، مثلاً محیط زندوستی، محیط الاربلی، محیط شرح الوسیط، محیط السرخسی، محیط الجوینی وغیرہ۔

اس صورت حال کی وجہ سے لوگوں کو محیط کے پہچاننے میں وہ غلطی ہوئی جس کی طرف حاجی خلیفہ نے محولہ بالا عبارت میں اشارہ کیا ہے۔ اس پر مزید یہ کہ ان ہی برہان الدین صاحب المحیط البرہانی کے اساتذہ سے استفادہ کرنے والے متاخر حنفی فقیہ رضی الدین محمد بن محمد السرخسی المتوفی ۶۷۱ھ نے فقہ حنفی میں تین بڑی چھوٹی کتابیں المحیط الکبیر، المحیط الوسیط اور المحیط الصغیر کے نام سے تالیف کیں، اور یہ کتابیں مصر و شام میں پھیل گئیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محیط برہانی جو محیط نام کی ساری کتابوں میں سب سے بڑی اور سب سے بہتر کتاب تھی، اس کی اور اس کے مصنف کی تمیز میں طلبہ کو اشتباہ واقع ہوا۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ المحیط البرہانی اتنی بڑی اور اس قدر ضخیم کتاب ہے کہ اس کی نقل حاصل کرنا کچھ آسان کام نہ تھا، جو لوگ تعلیم و تعلم میں مشغول تھے، اُن میں سے بہت ہی کم لوگوں کو یہ کتاب مل سکی، حتیٰ کہ ابن امیر الحاج اور ابن نجیم جیسے فقہاء بھی اس کے مطالعہ کا موقع نہ پا سکے۔

محولہ بالا عبارت میں مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے بیان پر غور فرمائیے، فرماتے ہیں کہ "ہم نے اپنے رسالہ النفع الکبیر میں دوسروں کے (یعنی جن کو یہ کتاب نہیں ملی تھی) اُن کے بیان کی بنا پر اس کتاب کو کتب غیر معتبرہ کی فہرست میں لکھ دیا تھا، مگر جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے مجھے اس کتاب کے دیکھنے اور مطالعہ کرنے کا موقع ملا تو پتہ چلا کہ یہ تو بڑی نفیس کتاب ہے۔"

فقہ حنفی میں امام محمد کی متون ستہ یا ظاہر الروایہ کے بعد جب تصنیف و تالیف کی طرف توجہ کی گئی تو عموماً دو طرح کی کتابیں لکھی گئیں۔ اول وہ کتابیں جو کسی خاص موضوع سے متعلق تھیں، مثلاً

صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ، وصیت وغیرہ پر۔ دوم وہ کتابیں جو فقہ کی چاروں اقسام، عبادات، مناکحات، معاملات اور متفرقات پر مشتمل تھیں۔ اس دوسری قسم میں درسی ضروریات کے لئے مختصر متون بھی تیار کئے گئے اور مفصل کتابیں بھی، ان مفصل کتابوں میں سب سے بڑی کتاب جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے امام سرخسی کی المبسوط ہے۔ اور اس کے بعد سب سے وسیع اور بعض اعتبارات سے المبسوط سے بھی زیادہ کارآمد کتاب المحیط البرھانی ہے۔ ان کتابوں کی قانون اسلامی میں وہی حیثیت ہے جو یورپی قوانین میں کوڈ آف جسٹینین یا برطانوی مجموعۂ قوانین میں سول لا اور کریمنل لا کے وسیع مجموعوں اور شروح کی ہے۔

المحیط البرھانی کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مصنف کی نظر فقہا اور فتاویٰ پر نہایت وسیع ہونے کے علاوہ خود ان کا ذہن بہت ہی غیر معمولی حد تک نکتہ آفریں اور دقیقہ رس واقع ہوا تھا۔ فقہی اور قانونی موشگافیوں میں اتنی دقیق نظر کی مثال شاید بہت ہی کم نظر آئے۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اس عظیم الشان کتاب کی تالیف کا خیال مصنف کو کس طرح پیدا ہوا، اس کے لئے وہ اپنی کتاب میں حمد و نعت اور تعریف و توصیف صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد لکھتے ہیں کہ:

ولم یزل العلم موروثا من اول لآخر ومنقولاً من کابر لکابر حتی انتھی الی جدی واسلافی السعداء الشھداء فکانھم شرحوا ما بقی من الفقہ مجملاً .... وقد وقع فی رائی ان اتشبہ بھم بتالیف اصل جلیل یجمع جل الحوادث الحکمیۃ والنوازل الشرعیۃ لیکون عونا لی فی حال حیاتی واحسانا لی بعد وفاتی وقد انضم الی ھذا الرائی التماس بعض الاخوان فقابلت التماسھم بالاجابۃ وجمعت مسائل المبسوط والجامعین والسیرین والزیادات والحقت بھا مسائل النوادر والفتاویٰ والواقعات وضممت الیھا من الفوائد التی استفدتھا من والدی ومن مشائخ زمانی واثبت اکثر المسائل بدلائل لیعول علیھا وسمیت الکتاب بالمحیط۔

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی تالیف کا اولین مقصد مصنف کے نزدیک یہ تھا کہ افتاء کے جو فرائض ان کے ذمہ ہیں ان کی انجام دہی میں یہ کتاب ان کے لئے ممد و معاون ثابت ہو۔ اور چونکہ مصنف ایک متقی و پرہیزگار عالم تھے اس لئے وہ اپنے اس عمل سے اپنے اعمالِ صالحہ میں ایک اضافہ

بھی جانتے ہیں۔اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے سامنے ظاہر الروایہ اور اس کی شروح کے علاوہ بزرگوں کے افادات بھی ہیں۔ اور انھوں نے مسائل کے ساتھ ہی دلائل کا بھی اندراج کیا ہے۔

المحیط البرہانی کے مطالعہ سے ہر شخص مصنف رحمہ اللہ کے اس بیان کی تصدیق کرے گا کہ انھوں نے اپنی غیر معمولی قابلیت اور مخلصانہ مشقت کے ذریعہ دنیا کو فقہ اور قانون کی ایک ایسی کتاب عطا فرمائی جو بہت سے اعتبارات سے اپنی مثال آپ ہے۔

مخطوطات جہاں تک ہمارے ناقص علم کا تعلق ہے ہم کو اس کتاب کے طبع ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ہے، غالباً یہ کہیں چھپی نہیں ہے۔مولانا سید ہاشم ندوی نے ایسی کتابوں کا ایک مختصر تذکرہ مرتب کیا ہے جو اُن کے خیال میں طبع ہونے کے قابل ہیں مگر ابھی تک طبع نہیں ہوئی ہیں۔اس تذکرہ کے صنہ ۶۰ پر محیط برہانی کا بھی ذکر ہے۔مولانا نے اس کے بعض ناقص و کامل نسخوں کی اطلاع بھی درج کی ہے۔لیکن گڑھی افغاناں کے اس نسخہ کی اطلاع اُن کو نہیں مل سکی ہے جس سے ہم نے میکروفلم حاصل کیا ہے۔نادر مخطوطات جو عام اور مشہور کتب خانوں میں موجود ہیں اُن کے متعلق اطلاعات تو کسی نہ کسی طرح مل جاتی ہیں لیکن شخصی ملکیت میں جو نوادر کتب ہیں اُن کے متعلق اطلاعات شاید و باید ہی ملتی ہیں۔ہم آخر میں اس کتاب کے اُن قلمی نسخوں کا ذکر کریں گے جو مولانا موصوف کی کتاب تذکرۃ النوادر اور دوسرے ذرائع سے ہمیں معلوم ہوسکے ہیں، لیکن یہ ممکن ہے کہ ان نسخوں کے علاوہ بھی کچھ نسخے اہلِ علم حضرات کے پاس یا بعض ایسے کتب خانوں میں ہوں جن کی ہمیں اطلاع نہیں ہے۔بہر حال یہ کتاب اپنی ضخامت کے باعث نوادر میں شمار ہوتی ہے اور اس کے مکمل نسخے نہایت کمیاب ہیں۔

نسخہ فاضلیہ گڑھی افغاناں میں مسجد سے ملحقہ کمرہ میں ایک کتب خانہ ہے جو اپنے فاضل بانی کے نام نامی سے منسوب ہوکر کتب خانہ فاضلیہ کے نام سے موسوم ہے۔یہ درسی اور غیر درسی کتابوں اور رسالوں کا مختصر سا کتب خانہ ہے۔اس میں تقریباً ۱۴۵۰ کتابیں ہیں، اکثر مطبوعات اور متداول کتابیں ہیں، چند مخطوطات بھی ہیں جو زیادہ تر مطبوعہ کتابوں کے قلمی نسخے ہیں، ان ہی قلمی نسخوں میں المحیط البرہانی کا نسخہ بھی ہے۔چونکہ اس خاندان ارشاد میں اہلِ علم بزرگ ہوتے رہے ہیں اور موجودہ بزرگ حضرت پیر محمد اعظم صاحب بھی صاحب علم ہیں اس لئے کتب خانہ کی طرف توجہ مبذول رہی ہے اور کتابیں اچھی حالت میں ہیں۔یہ نسخہ بھی بڑی اچھی حالت میں ہے۔اس کا حال لکھا جاتا ہے۔

المحيط البرهانی فی الفقه النعمانی لبرهان الدین محمود الحنفی المتوفی ٥٥١ھ/١١٥٦ شمسی و المتوفی ٦١٦ھ/١٢١٩ شمسی۔

زبان ——— عربی۔

فن ——— فقہ حنفی۔

اجزاء ——— چار جلدیں۔

تقطیع $\frac{16 \times 10}{13 \times 6\frac{1}{2}}$۔ حجم ٢٩٤٢ صفحات۔ سطر فی صفحہ ٢٥۔ خط نسخ صاف بقدر مایقراء اور کہیں کہیں نستعلیق شکستہ مگر صاف۔ عنوانات سرخ۔ روشنائی سیاہ صمغ دودی۔ قلم کلک واسطی۔ کاغذ دستی قطنی قسم سمرقندی مسحوق، بادامی۔

ابتداء: الحمد للہ خالق الاشباح بقدرتہ و فالق الاصباح برحمۃ شارع الشرائع بفضلہ و مبدع البدائع بطولہ منزل الکتب علی الانبیاء و منشئ الشھب فی السماء مالک الرقاب ومعبد الصواب الخ۔

انتہاء: یجب ان لایقع فی عنق الشری قبل القبض کما فی غیرھا من البیوع الفاسدۃ والجواب عنہ ماذکرنا انہ فاسد الا انہ فی الفساد دون سائر العقود الفاسدۃ وذلک ان یوجب و ھذا العقد قبل القبض ملکا موقوفاً لایوجب غیرھا من الغیر الفاسد۔ الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ۔

کاتب: محمد بن محمد صادق الاسترآبادی الھزارجیری۔

مقام کتابت: قریہ البیۃ بنک در نزدیکی شہر بخارا، قرب مزار مرقد منور خواجہ بہاء الدین حسن زرفشان در رباط ارکنجہا۔

مدت کتابت: ایک سال اور پانچ مہینے (١٧ ماہ)۔

اتمام کتابت: یکم ربیع الثانی ١١٨٢ ہجری (مطابق دوشنبہ ١٥ اگست ١٧٦٨ شمسی)۔

مہریں: اس نسخہ پر کتب خانہ فاضلیہ کی جدید مہر بخط نستعلیق (ربڑ کی مہر) کے علاوہ دو قسم کی قدیم مہریں پیتل کی سیاہ روشنائی سے لگی ہوئی ہیں، زمین سیاہ اور حروف خوشخط نستعلیق ہیں۔

اول : جلد اوّل پر دو جگہ گول مہریں ہیں جن میں ہے۔ العبد الضعیف خواجہ محمد عبدالستار بن قاضی مرزا عارف علی۔

دوم : چھوٹی ہشت پہل مہر ہے۔ جلد آخر کے پانچ صفحات پر حاشیہ ہے، اس میں لکھا ہے :

واقف این نسخہ از بہر صمد خدائے دادہ اش اسمش محمد

چوتھی جلد کے اختتام پر کاتب نے حسبِ ذیل عبارتیں لکھی ہیں :

۱ - فی التاریخ غرۃ شہر ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ م م م

۲ - بتوفیق خدا و بحرمت ارواح پاک مصطفٰے

بہ ہمت سپردم کہ ہست ہادی ما
نہ گرفتہ ام دقیقہ نوم و آرام
بہ توفیق کہ داد خدائے لاینام
تا رساندم کتاب محیط را اتمام

دو جلد کتاب محیط شد تمام بیک سال و پنج ماہ

۳ - بحسب خواہش علم العلماء والفضلاء محمد خدائے داد لبشانہ ظل سبحانی طول اللہ عمرہ ابن خواجہ علی در بناء من محال الار کنج فی القریۃ البینۃ تک در نزدیکی شہر بخارا قرب مزار مرقد منور خواجہ بہاء الدین زرفشان حسن خواجہ در رباط ار کنجہا در یک سال و پنج ماہ کتاب محیط را بدون آرام مع سعی تمام باتمام رسانیدم بامید آنکہ جناب رب العالمین بحرمت ارواح پاک خیر المرسلین و اہل بیتہ الطیبین الطاہرین و بحرمت جمیع ارواحان پاک دین متین و جمیع بندگان از مسلمانان گویندۂ کلمۂ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کہ از بند بندگی و غمیں انشاء اللہ تعالٰے ہمہ را کند خلاص و رساند بمراد بحق محمد و آلہ الامجاد یارب دعائے خستہ دلان مستجاب کن، والدعاء آمین از مسلمین و مسلمات و از مؤمنین و مؤمنات۔

۴ - بہ امید آں کہ از بند غم کند مرا آزاد
اول بہ نام نامی آن واحدے کہ کرد علم را بنیاد
دوم بحرمت ارواح احمدے کہ دین اسلام داد
سُویم بنام اسم شریفش کہ ہست خدائے داد

۵ - از ہر کہ خواند دعا طمع دارم

زانکہ من بندۂ گنہگارم
نوشتم خط کہ ماند یادگار
من نمانم خط بماند یادگار

کتبہ الحقیر الفقیر المذنب العاصی محمد بن محمد صادق استرآبادی الهزار جیری۔

اگرچہ یہ نسخہ اس وقت چار ضخیم جلدوں میں ہے لیکن کاتب نے اسے دو جلدوں میں لکھا تھا، اس لئے اوراق پر جو اعداد درج ہیں وہ ابتداء سے شروع ہوکر دوسری جلد میں مسلسل چلتے ہیں اور آخری ورق پر ۸۸۷ کا عدد ہے پھر تیسری جلد کی ابتداء میں ایک سے شروع ہوکر چوتھی جلد میں مسلسل چلتے ہیں اور آخری ورق پر ۵۸۴ کا عدد ہے۔ اس طرح یہ مکمل کتاب ۱۴۷۱ اوراق یا ۲۹۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

پہلی اور دوسری جلدوں پر کوئی فہرست نہیں ہے، تیسری جلد کی ابتداء میں دس صفحات پر مشتمل ایک فہرست ابواب بقید صفحات موجود ہے۔ لیکن یہ فہرست اصل کتاب کے کاتب محمد بن محمد صادق استرآبادی کی لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ گیارہ سال کے بعد دوسرے شخص نے بنائی ہے۔ چنانچہ فہرست کے اختتام پر یہ عبارت تحریر ہے؛

تمت کتابة فهرست المجموعة الثانیه من المحیط للاحکام المفصل للحلال والحرام، اللهم ارحم۔ لصاحبه مادامت اللیالی والایام علی ید اضعف الخلائق والانام الراجی الی رحمة ربه العافی علی الدوام محمد مراد بن خدائے پیری وزیری فی تاریخ ۱۱۹۳ من هجرة النبی صلی الله علیه وعلی آله مادام اولاد الصفی، ومجموع عدد اوراقها هذا ۵۸۴۔

افسوس ہے کہ بڑی تلاش وجستجو کے باوجود حضرت خواجہ بہاء الدین حسن زرفشان کا تذکرہ نہیں مل سکا، اور نہ ہم یہ بتا سکتے ہیں کہ کاتب محمد بن محمد صادق استرآبادی الهزار جیری کون شخص ہے۔

بخارا اور اس کے گرد ونواح پر نادر شاہ کے مقرر کردہ والی تنگیر خان کو امیر ابو محمد نے ۱۱۵۴ھ میں نکال دیا تھا، اور اس کے بعد طوائف الملوکی پیدا ہوگئی تھی، ۱۱۸۲ھ میں یہاں مقامی امراء کی حکومت تھی، معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں محمد خدائے داد فرمان روا ہو، کیونکہ کاتب کی تحریر سے یہی مترشح ہوتا ہے۔ اور اسی نے کاتب سے یہ نسخہ لکھوا کر وقف کیا ہو جیسا کہ مہر سے ظاہر ہے۔

یہ نسخہ محمد خدائے داد نے کاتب سے لکھوایا اور وقف کر دیا تھا، اس لئے اس پر تملیک کی عبارتیں

یا مہریں جو عام طور پر قدیم مخطوطات پر ملتی ہیں، نہیں ہیں، بلکہ وقف کی مہریں کئی صفحات کے حواشی پر ثبت ہیں۔ خواجہ محمد عبدالستار بن قاضی مرزا عارف علی کی گول بڑی مہر جو جلد اول کے دو صفحات پر ہے، یقیناً بہت مابعد کی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ خواجہ محمد عبدالستار کون بزرگ تھے۔

کاتب نے کہیں یہ ظاہر نہیں کیا کہ نسخہ منقول عنہا کب کا لکھا ہوا تھا، اور کاتب کو کیسے ملا تھا۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نسخہ کا کاتب اچھا خاصا تعلیم یافتہ شخص تھا، کتابت کی غلطیاں بہت زیادہ نہیں نظر آئیں۔ اور یہ منقول عنہا نسخہ اس وقت قریہ البیتہ تک کی رباط ارکنجہا میں موجود تھا۔

دوسرے نسخے | اس کتاب کے دوسرے نسخوں کی اطلاع جو ہمیں حاصل ہو سکی ہے وہ یہ ہے:

۱۔ کتب خانہ شیخ الاسلام مدینہ منورہ میں محیط برہانی کا ایک مکمل نسخہ مکتوبہ ۱۰۹۵ھ موجود ہے۔

۲۔ کتب خانہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں ایک جدید الخط نسخہ ہے جو غالباً مدینہ منورہ کے نسخہ سے منقول ہے۔

۳۔ کتب خانہ ایا صوفیا استنبول میں ۱۴۰۶ سے ۱۴۱۵ ان کی مختلف جلدیں اور مختلف حصے ہیں مگر سب مل کر بھی مکمل نسخہ نہیں ہوتا۔

۴۔ مکتبۂ ینی جامع استنبول میں اس کی چھ جلدیں ہیں ۵۴۸ سے ۵۵۴، یہ جملہ جلدیں مل کر کتاب کا تقریباً نصف ہوتی ہیں۔

۵۔ مکتبۂ عاشر آفندی استنبول میں جلد ۱۔۲۔۳ تین جلدیں ہیں۔

۶۔ مکتبۂ حمیدیہ استنبول میں ۵۵۶ تا ۵۵۸ تین جلدیں ہیں۔

۷۔ مکتبۂ محمد پاشا استنبول میں ۶۴۵ تا ۶۴۸ اس کی چار جلدیں ہیں، معلوم نہیں کہ یہ مدینہ منورہ کے نسخہ کی نقل ہے یا کوئی اور نسخہ ہے، اور مکمل ہے یا نہیں۔

۸۔ دارالکتب المصریہ، قاہرہ میں ایک نسخہ ہے ۱۱۸۶ھ کا لکھا ہوا۔ چار جلدوں میں ہے۔

۹۔ دارالکتب المصریہ میں ایک اور نسخہ ہے مگر صرف جلد ۳۔۴ ہے۔

۱۰۔ دارالکتب المصریہ میں ایک تیسرا نسخہ ہے دس جلدوں میں منقسم اور ان میں سے ۲۔۳۔۵، ۷، صرف چار جلدیں ہیں، مگر بہ غایتہ کرم خوردہ۔

۱۱۔ رضا لائبریری میں صرف جلد ۱۔۲۔۳ ہے اور اس میں بھی بعض حصے ناقص ہیں۔

۱۲۔ کتب خانہ سعیدیہ سابق ریاست ٹونک راجپوتانہ میں صرف جلد اوّل ہے۔ والعلم عند اللہ